بسم اللہ الرحمن الرحیم

جدید وقدیم فضلاء سے چند گزارشات

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ

دینی مدارس میں تعلیم کا ایک برس گذر گیا، بہت سے طلبہ نے دستار فضیلت اپنے سر پر باندھی، بے شمار طلبۂ علم دین نے ایک قدم آگے بڑھا کر اگلے درجے میں پہنچنے کا اعزاز حاصل کیا......

هَنِيئاً لِأَرْبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهَا

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جب ''فضیلت'' کا اعزاز حاصل ہوتا ہے تو اپنے ساتھ حقوق وواجبات کی ادائیگی کا بوجھ بھی لاتا ہے۔ فاضل ہو جانے کا مطلب محض ''مولوی'' یا ''عالم'' بن جانا نہیں۔ آپ نے جو علم حاصل کیا ہے اس کا ایک سلسلہ ہے، اس کی ایک سند اور ایک روایت ہے۔ ہماری اسناد میں اپنے اساتذہ کے بعد حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا عبدالحق، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا خیر محمد، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ......اور ان کے بھی اکابر و اسلاف کے بڑے بڑے نام آتے ہیں۔

یہ تمام حضرات اپنی ذات میں محض ایک شخص یا ایک فرد نہیں تھے بلکہ اپنی ذات میں انجمن، ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت ہوتے تھے۔ آج جو برصغیر پاک و ہند میں دینی مدارس کا جال بچھا نظر آتا ہے۔ اور سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں طلبہء علم دین قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے نظر آتے ہیں، یہ ہمارے انہی اکابر کی اَن تھک محنت اور جہد و مساعی کا نتیجہ وثمرہ ہیں۔

دستارِ فضیلت حاصل کرنے والا ''مولوی'' جب مدرسہ کی زندگی سے باہر کی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کا علم اور اس کی نسبتیں اس کے سامنے کچھ تقاضے اور مطالبے رکھتی ہیں۔ دنیا کمانے اور دنیا کے دھندوں میں مشغول ہونے کے تقاضے نہیں، بلکہ جس دین کو اس نے کم وبیش دس برس پڑھا اور سمجھا......اس کی نشر واشاعت، تعلیم وتبلیغ اور اس کی

حفاظت کا مطالبہ اس کے سامنے رکھتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے، العلماء ورثه الانبياء...... تو وراثت انبیاء دراہم و دنانیر نہیں بلکہ یہ دین ہی ہے جسے اب آپ نے آگے پڑھانا اور سمجھانا ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اب یہ معاملہ اختیاری نہیں لازمی ہے۔

صاحبِ ''معارف الحدیث'' نے اپنی کتاب میں بخاری وطبرانی کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے...... حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی الخزاعی اپنے والد ابزی الخزاعی سے روایت کرتے ہیں:

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بعض گروہوں کی تعریف فرمائی (کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہیں) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعض دوسرے گروہوں کے بارے میں بطور تنبیہ) فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو اپنے پڑوس والے (دین سے ناواقف مسلمانوں کو) دین نہیں سمجھاتے اور دین کی تعلیم نہیں دیتے اور کیا حال ہے ان لوگوں کا (جو دین سے واقف نہیں) اپنے پڑوس میں رہنے والے (دین سے واقف مسلمانوں سے) دین سیکھنے اور اس کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے؟! (اس کے بعد بطور تاکید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی سمجھ رکھنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا) کہ وہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً دین سکھانے اور دین کی سمجھ بوجھ ان میں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ان میں وعظ ونصیحت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا کریں۔ اور (دین سے ناواقف لوگوں کو) میری تاکید ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، اور اس کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور ان کے وعظ ونصیحت سے استفادہ کیا کریں، ورنہ میں ان کو دنیا میں ہی سزا دلواؤں گا۔''

اس حدیث شریف میں تین باتیں ارشاد ہوئی ہیں اور اسلوب تاکید وترہیب کا ہے۔

۱...... علم دین کو آگے پھیلانا...... یہ عالم کی ذمہ داری ہے۔

۲...... علم دین حاصل کرنا۔ یہ عامی کی ذمہ داری ہے۔

۳...... جو شخص ان دو طبقوں میں سے کسی میں نہ ہو اس کے لیے اسی دنیا میں 'سزا' کی وعید۔

یہ بیان زبان نبوت سے ارشاد ہوا ہے، اور اس سے دینی تعلیم وتعلّم کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ یہ کس قدر ضروری معاملہ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ جو دستار فضیلت فضلاء جدید کے سروں پر سجائی گئی ہے یہ محض دو ڈھائی گز کا کپڑا نہیں بلکہ ایک عہد اور ادائیگی فرض کی علامتی ذمہ داری ہے۔ یہ دستارِ فضیلت اس بات کی بھی علامت ہے کہ وہ امانت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سپرد فرمائی تھی، صحابہ نے تابعین کرام کو اور انہوں نے تبع تابعین کے سپرد کی تھی...... یہی امانت آپ کے اساتذہ کرام نے آپ کے سپرد کر دی ہے، اب آپ کی ذمہ

داری ہے کہ اسے آگے منتقل کریں۔

آج ہم جس ماحول میں جی رہے ہیں، ایمان وعمل اور عقائد ونظریات کی آزمائش کا دور ہے۔ طرح طرح کے زہرناک فتنے جنم لے رہے ہیں۔ بے دینی اور خدا بیزاری کا سیلاب ہے جو ہمارے معاشروں کو خس وخاشاک کی طرح بہائے لے جارہا ہے۔ یہ بے دینی ہمارے معاشروں میں از خود اثر ونفوذ حاصل نہیں کررہی بلکہ بالادست قوتیں اس کی مکمل پشت پناہی کررہی ہیں۔ ذرائع نشر واشاعت، نصابِ تعلیم، نظام تعلیم، معاشی سرگرمیاں...... سب لادین نظریات کے سائے میں پروان چڑھ رہے ہیں...... سیکولر این جی اوز نے اپنے تمام مادی وسائل، اپنی فکری کاوشوں اور جسمانی صلاحیتوں کو سیکولرزم اور لبرل ازم کے عروج ونفوذ کے لیے جھونک دیا ہے۔ ہمارے معاشرے کے بیشتر افراد ان مسموم ہواؤں سے نہ صرف متاثر ہو رہے ہیں بلکہ وہ ایک ایک کرکے عقیدہ وایمان، اخلاقی اقدار، دینی اوصاف اور اعلیٰ انسانی کردار سے محروم ہوتے چلے جارہے ہیں۔

یہ حالات حاملانِ علم دین سے خاص کردار کا تقاضا کررہے ہیں، اور وہ ہے دعوتِ دین اور تعلیم دین کے لیے اپنی کوششوں کو صرف کرنا۔ بلاشبہ ''مدرسہ'' کی چار دیواری میں ایک خاص نظم کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے، لیکن تعلیم وتعلم کا یہ سلسلہ کسی چار دیواری کا محتاج نہیں، ہمیں داعی اور معلم کا کردار اپنے گھر میں، اپنے محلے میں، اپنی مسجد میں نبھانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی **بلغوا عنی ولو آیۃ** اس کردار کو متعین کرتا ہے۔

جدید فضلاء ہوں یا قدیم وہ اس ذمہ داری کو محسوس کریں، وہ کسی مسجد کے امام یا خطیب ہیں تو کسی مادی اجر کی امید رکھے بغیر زیادہ سے زیادہ درس قرآن وحدیث کے حلقے قائم کریں۔ وہ امام یا خطیب نہیں تو اپنے گھر کی بیٹھک کو ''مدرسہ'' بنالیں اور محلے کے بچوں کو ناظرہ قرآن، ترجمہ قرآن، اور منتخب احادیث کے اسباق کے ساتھ اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے روشناس کرائیں۔ دینی مدارس کی فاضلات بھی اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں، وہ محلے کی بچیوں کو اپنے گھروں میں قرآن پاک کی تعلیم دیں، حالیہ شعبان ورمضان کی چھٹیوں میں جبکہ اسکول وکالج کے طلبہ کو بھی رخصت ہوگی اس کام کو ایک مہم کے طور پر کیا جاسکتا ہے، البتہ اس میں کامیابی تب ہوگی جب اخلاص نیت ہو اور **اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہ** کا جذبہ کامل ہو۔ یہ بہت بنیادی کام ہے، لیکن محبت واخوت، شفیقانہ لب ولہجے اور دردمندی سے کرنے کا کام ہے۔

الحمدللہ ہمارے مدارس سے ہر سال ہزاروں طلبہ وطالبات علم دین کی تکمیل کرکے باہر نکلتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک معتد بہ تعداد اس جذبے کے ساتھ کام کا آغاز کرے، محنت، لگن اور شوق کو اپنا ہتھیار بنائے تو ان شاء اللہ بے دینی کے سیلاب کے سامنے کسی حد تک بند باندھا جاسکتا ہے...... **وماعلینا الاالبلاغ المبین**